ایک مسیحی بزرگ کے چند اعتراضات

"امید واثق ہے کہ ایک محقق اور طالب حقیقت کے ذیل کے استفسارات پر "ترجمان" کے توسط سے روشنی ڈالتے ہوئے نہ صرف مستفسر کو ہی بلکہ تمام ناظرین ترجمان کو بھی تشکر و امتنان کا موقع دیں گے:۔

(۱) قرآن نے مسیح کی نسبت چار وعدے ذکر کئے ہیں۔ چوتھا وعدہ ہے۔ وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔ (۳:۶) مسیح کے متبعین اور مسیح کے کافر دشمنوں کے وجود کا قیام قیامت تک پایا جانا اس بات کو مستلزم ہے کہ مسیح کے متبعین مسیح کے اتباع پر قائم رہیں اور اتباع کے لیے مسیح کی ہدایت اور تعلیم کا قائم اور محفوظ رکھنا اور پھر قیامت تک محفوظ رہنا ضرور ہے جس سے لازم آتا ہے کہ مسیح ہی قیامت تک اپنی تعلیم اور ہدایت دائمی کی رو سے دائمی ہادی ہے پس اگر یہ سچ ہے تو درمیان میں اسلام اور پیغمبر اسلام کے وجود کو گھسیڑنے کے کیا معنی۔ دوسرے اسلام کا تخالف پہلی صورت مسلمہ کے منافی معلوم ہوتا ہے۔

(۲) اہل اسلام کے نزدیک اگر مسیح آسمان پر زندہ ہیں اور وہی آنے والے ہیں، پیغمبر اسلام کے ظہور سے پہلے بھی وہی اور بعد میں بھی وہی، تو اس صورت میں درمیان میں اسلام اور پیغمبر اسلام کے ظہور کا کیا مطلب! جبکہ غلبۂ متبعین مسیح کا وعدہ استمرار بلافصل کے معنوں میں قیامت تک کے لیے پیش کیا گیا؟

(۳) آیت اِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ فَسْـَٔلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ۔ (۱۰:۱۰)۔ اس آیت سے جب یہ ظاہر ہوتا ہے کہ خود پیغمبر اسلام بھی قرآن کی وحی کے متعلق شک میں پڑ جاتے تھے تو اس صورت میں شک کو

نکالنے کے لیے آپ کو حکم ہے کہ اہل کتاب سے آپ اپنا شک نکلوا لیجیے جس سے واضح ہے کہ قرآن پیغمبر اسلام کو بھی شک میں ڈالنے والی چیز ہے اور اہل کتاب کی کتاب اور تعلیم ایسی چیز ہے کہ قرآن کے متعلق شک کرنے والے کو بھی وہی دور کرتی ہے تو اس صورت میں بھی اسلام اور پیغمبر اسلام کے ظہور سے اور مسیح کے بعد آنے سے کیا فائدہ ہوا۔ اور قرآن کریم کی نسبت تو یہ ہے مگر تورات کی نسبت لکھا ہے قُلْ فَأْتُوا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ۔ (۳ : ۱۰) جس سے ظاہر ہے کہ توراۃ قابل استشہاد ہے اور وہ اس صورت میں کہ محفوظ ہو اور محرف و مبدل نہ ہو۔ اور یہ صورت بھی پہلی صورت پیش کردہ کی مؤید ثابت ہوتی ہے۔

امید ہے کہ آپ ان ہر سہ سوالات پر جن کا تعلق واحد ہے ایمان داری کے ساتھ خوب روشنی ڈالیں گے ورنہ آپ کی خاموشی یا غلط اور ناقابل تسلی جواب سے کئی مسلمان کہلانے والے معزز اور اہل علم محقق عیسائی ہونے والے ہیں۔ اور سات اشخاص تو عیسائی ہو چکے ہیں۔ شاید آپ ابھی تک بے خبر ہی ہوں۔ حیدر آباد میں اندر ہی اندر آپ کو معلوم ہے کہ کیا ہو رہا ہے؟ اور قدرت شاہ خان مشنر مسیحی کے ٹریکٹ "خط بنام مسلمانان حیدر آباد" نے کیا کچھ تہلکہ مچا دیا ہے کہ کئی خاندانوں کے خاندان عیسائی ہونے کے لیے تیار ہو گئے ہیں۔

آپ کا مخلص ایک محقق۔

ترجمان القرآن ۔ کاتب خط کوئی مسیحی پادری صاحب معلوم ہوتے ہیں جنہوں نے مسلمان بن کر سوال کرنے کی کوشش کی ہے۔ اگر وہ ایک سچے عیسائی کی طرح علانیہ سامنے آکر اعتراض کرتے تو زیادہ بہتر ہوتا اور اس صورت میں بھی ان کے اعتراض کا جواب اسی محبت کے ساتھ دیا جاتا جس کے ساتھ ایک بھٹکے ہوئے مسلمان کو دیا جا سکتا ہے۔ خیر طریق اعتراض کے انتخاب میں وہ آزاد ہیں۔ ہمارا کام بہرحال ان کے اعتراض کو رفع کرنا اور انہیں مطمئن کرنے کی کوشش کرنا ہے۔

(۱) آپ نے اپنے پہلے اعتراض میں جو آیت نقل کی ہے اس میں مسیح کا انکار کرنے والوں سے مراد یہودی

ہیں۔ اور مسیح کا اتباع کرنے والوں میں نصاریٰ اور مسلمان دونوں شامل ہیں۔ اتباع سے مراد اگر اتباع کامل یعنی ٹھیک قدم بقدم چلنا لیا جائے تب تو نصاریٰ اس کے مصداق نہیں رہتے، بلکہ صرف مسلمان ہی اس کے مصداق قرار پاتے ہیں، اس لیے کہ نصاریٰ نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم کے اصل الاصول کو چھوڑ دیا، اور یہودیوں کے بالمقابل ایک دوسرے طور پر ان کے ساتھ کفر کیا، بخلاف اس کے مسلمان اسی تعلیم پر قائم رہے جو حضرت عیسیٰ اور تمام دوسرے انبیا علیہم السلام نے دی ہے دنیا میں اللہ تعالیٰ کے جتنے بھی رسول آئے ہیں خواہ وہ کسی ملک اور کسی زمانے میں آئے ہوں، ان سب کی ایک ہی تعلیم تھی، اور وہ یہ تھی کہ خدائے واحد کی پرستش کرو۔ ان میں سے کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ مجھ کو خدا مان لو۔

مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِي مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُونُوا رَبَّانِيِّينَ

کسی بشر کا یہ کام نہیں کہ اللہ اس کو کتاب اور حکم اور نبوت عطا کرے اور وہ لوگوں سے کہے کہ تم خدا کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ۔ بلکہ وہ تو یہی کہے گا کہ تم خدا پرست بن جاؤ۔

اسی مقدس گروہ کے ایک فرد حضرت عیسیٰ بھی ہیں اور انہوں نے بھی کبھی عبدیت کے مقام سے بالا تجاوز کرنے کی کوشش نہیں کی۔

لَنْ يَسْتَنْكِفَ الْمَسِيحُ أَنْ يَكُونَ عَبْدًا لِلّٰهِ

مسیح نے کبھی اس کو عار نہ سمجھا کہ وہ اللہ کا ایک بندہ ہو۔

پس نصاریٰ کی تثلیث اور عیسیٰ علیہ السلام کی طرف الوہیت کی نسبت اور ان کو خدا کا بیٹا بنانا حضرت عیسیٰ کی تعلیم کے قطعاً خلاف ہے، اور جو لوگ ایسا عقیدہ رکھتے ہیں وہ آپ کے ساتھ ویسا ہی کفر کرتے ہیں، جیسا کہ یہودی کرتے ہیں۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَقَالَ الْمَسِيحُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ... لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ

یقیناً کفر کیا ان لوگوں نے جنہوں نے کہا کہ مسیح ابن مریم ہی اللہ ہے، درآں حالیکہ خود مسیح نے کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل تم اللہ کی بندگی کرو جو میرا اور تمہارا پروردگار ہے۔۔۔

قَالُوْا اِنَّ اللّٰہَ ثَالِثُ ثَلٰثَۃٍ (۵: ۱۰)۔ یقیناً کفر کیا انہوں نے جنہوں نے کہا کہ اللہ تین میں کا ایک ہے

اس لحاظ سے اِتَّبَعُوْكَ کے اصلی مصداق مسلمان اور وہ عیسائی ہیں جو مسیح کو خدا کا بیٹا نہیں بلکہ اس کا رسول مانتے ہیں، ان کی طرف کسی درجہ میں الوہیت کو منسوب نہیں کرتے، اور اس عقیدہ صالحہ کے قائل ہیں کہ اِنَّمَا الْمَسِیْحُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَکَلِمَتُہٗ اَلْقٰھَآ اِلٰی مَرْیَمَ وَرُوْحٌ مِّنْہُ (۴: ۲۳) اور اِنَّمَا اللّٰہُ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ سُبْحٰنَہٗ اَنْ یَّکُوْنَ لَہٗ وَلَدٌ (۴: ۲۳)۔ البتہ اگر اتباع سے مراد اتباع کامل نہ لیا جائے بلکہ فی الجملہ مسیح کو ماننا اور ان کی تعلیم کو کسی نہ کسی حد تک قبول کرنا لیا جائے، تو اس اعتبار سے مسلمانوں کی طرح عیسائی بھی متبعین مسیح میں داخل ہو جاتے ہیں، اور اللہ کا یہ وعدہ دونوں سے متعلق ہو جاتا ہے کہ وہ ان کو یہودیوں پر غلبہ عطا فرمائے گا جنہوں نے مسیح کا قطعی اور کلی انکار کیا۔

اسی ضمن میں یہ بات بھی واضح کر دینی ضروری ہے کہ مسیح کی، اور صرف انہی کی نہیں بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کی ہدایت اور تعلیم اپنی اصل کے لحاظ سے قائم و محفوظ ہے، اور قیامت تک رہے گی۔ پیغمبر اسلام علیہ التحیۃ والسلام اس تعلیم و ہدایت کو مٹانے نہیں آئے تھے بلکہ اس کو ثابت اور مستحکم کرنے اور ان آمیزشوں سے پاک کرنے آئے تھے جو انسانی اہوار اور بشری وساوس کی بدولت اس میں گھل مل گئی تھیں۔ نصاریٰ سے ان کی جنگ اس بات پر نہ تھی کہ وہ مسیح اور ان کی تعلیم و ہدایت کو کیوں مانتے ہیں، بلکہ اس بات پر تھی کہ وہ اس کو کیوں نہیں مانتے۔ انہوں نے بار بار اپنے خدا کی طرف سے فرمایا کہ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ (۴: ۲۳) اور یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰی شَیْءٍ حَتّٰی تُقِیْمُوا التَّوْرٰۃَ وَالْاِنْجِیْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ (۶: ۱۰) اور وَلَوْ اَنَّھُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰۃَ وَالْاِنْجِیْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْھِمْ مِّنْ رَّبِّھِمْ لَاَکَلُوْا مِنْ فَوْقِھِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِھِمْ (۵: ۹)۔ اور وَلْیَحْکُمْ اَھْلُ الْاِنْجِیْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ فِیْہِ (۵: ۷)۔ مگر جب دیکھا کہ مسیح کے متبعین سرے سے انجیل ہی کو کھو بیٹھے ہیں اور انجیل کے نام سے مسیح کی چند سوانح عمریاں لیے پھرتے ہیں جن میں مسیح کی تعلیم و ہدایت کا ایک بہت ہی خفیف حصہ اور وہ بھی آمیزشوں سے آلودہ پایا جاتا ہے تو انہوں نے نصاریٰ کے سامنے قرآن

پیش کیا، اور کہا کہ جو کچھ تم نے کھو دیا تھا، وہ پہلے سے بھی زیادہ مکمل صورت میں پھر تمہارے پاس آگیا۔ یہ وہی تعلیم ہے جو مسیح نے دی اور ان سے پہلے موسیٰؑ اور ابراہیمؑ اور نوحؑ دے چکے ہیں۔ تم نے اور تم سے پہلے کی امتوں نے اس ہدایت کو بار بار گم کیا، مگر اب یہ تم کو ایسی مستحکم صورت میں دی جاتی ہے کہ قیامت تک اس کو کوئی گم نہ کر سکے گا۔ پس درحقیقت متی اور مرقس اور لوقا اور یوحنا کی کتابوں میں نہیں بلکہ قرآن میں مسیح کی اصلی تعلیم قائم اور محفوظ ہے اور وہی انشاء اللہ قیامت تک محفوظ رہے گی۔

آپ کا یہ قول بھی محل نظر ہے کہ آیت زیر بحث سے "لازم آتا ہے کہ مسیح ہی قیامت تک اپنی تعلیم اور ہدایت دائمی کی رو سے دائمی ہادی ہے۔ یہ مفہوم آپ کے تخیل کا پیدا کردہ ہے۔ آیت کے الفاظ اس پر دلالت نہیں کرتے وہاں تو صرف اس قدر کہا گیا ہے کہ جو تیرا انکار کرتے ہیں، ان پر ہم تیرا اتباع کرنے والوں کو قیامت تک غالب رکھیں گے۔ ان الفاظ سے یہ معنی کیونکر نکالے جا سکتے ہیں کہ اب تو ہی دائمی ہادی ہے اور تیرے بعد پھر ہدایت پیش کرنے کے لیے کوئی اور نبی نہ بھیجا جائے گا۔ افسوس کہ آیات کتاب میں لفظی و معنوی تحریفات کرنے کی پرانی عادت ہمارے مسیحی بھائیوں میں سے ابھی تک نہیں گئی۔

(۲) مسیح کے بعد پیغمبر اسلام کے ظہور کا مطلب آپ ہم سے پوچھنے کے بجائے خود مسیح علیہ السلام سے پوچھیے جن کا یہ ارشاد تمام تحریفات کے باوجود کتاب یوحنا میں اب تک موجود ہے:-

> "لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لیے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار (تسلی دہندہ، یا وکیل یا شفیع) تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا۔ اور وہ آ کر دنیا کو گناہ اور راست بازی اور عدالت کے بارے میں قصوروار ٹھہرائے گا" (یوحنا ۱۶: ۷-۸)۔

اور یہ کہ:-

> "لیکن جب وہ مددگار آئے گا جس کو میں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجوں گا یعنی

سچائی کی روح جو باپ کی طرف سے نکلتی ہے، تو وہ میری گواہی دے گا۔" (یوحنا ۱۵: ۲۶)۔

اور یہ کہ:۔

"لیکن مددگار یعنی سچائی کی روح جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا۔ وہی تمہیں سب باتیں سکھائے گا۔ اور جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے وہ سب تمہیں یاد دلائے گا۔" (یوحنا ۱۴: ۲۶)۔

اور یہ کہ:۔

"اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا۔ کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں" (۱۴: ۳۰)۔

اور یہ کہ:۔

"مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنی ہیں مگر اب تم ان کو برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ یعنے سچائی کا روح آئے گا۔ تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا۔ اس لیے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا۔ اور تمہیں آئندہ کی خبریں دیگا۔ (۱۶: ۱۲: ۱۳)۔

اس سے آپ پیغمبر اسلام کے ظہور کا مطلب اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ غلبہ متبعین مسیح کا وعدہ، جو استمرار بلافصل کے معنوں میں قیامت تک کے لیے پیش کیا گیا ہے، پیغمبر اسلام کے ظہور سے ٹوٹتا نہیں، بلکہ اور زیادہ محکم ہو جاتا ہے، کیونکہ پیغمبر اسلام نے آکر مسیح کی گواہی دی (اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اور وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ) اور اس بہتان عظیم پر یہودیوں کو توبیخ کی جو [illegible] ان کی ماں پر رکھتے تھے (وَ بِكُفْرِهِمْ وَ قَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا) اور [illegible] عیسائیوں کو یاد دلائیں جو مسیح نے ان سے کہی تھیں (وَ لْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ)۔ مسیح اسی لیے گئے تھے کہ اس دوسرے آنے والے کے لیے جگہ خالی کر دیں جو ان کے بعد آکر اس کام کو پورا کرنے والا تھا جسے وہ نامکمل چھوڑ گئے تھے۔

(۴) آیت اِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ الخ میں اگرچہ خطاب بظاہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف معلوم ہوتا ہے، مگر دراصل تمام لوگ اس کے مخاطب ہیں مقصد اس آیت کا یہ ہے کہ اے مخاطب اگر تجھے قرآن کے منزل من اللہ ہونے میں شک ہے تو جن لوگوں کے پاس قرآن سے پہلے آئی ہوئی کتابیں موجود ہیں ان سے دریافت کرلے۔ ان کی گواہی سے تجھکو معلوم ہو جائے گا کہ یہ کتاب خدا ہی کی طرف سے ہے۔ اشارہ ہے ان پیش گوئیوں کی طرف جو انبیاء سابقین کی کتابوں میں نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے متعلق موجود ہیں۔ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اس مضمون کو بیان کیا گیا ہے، مثلاً۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ (۲: ۱۴۷)	جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسا کہ وہ خود اپنی اولاد کو پہچانتے ہیں، مگر ان میں سے ایک گروہ جانتے بوجھتے سچی بات کو چھپاتا ہے۔
وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ (۶: ۱۱۴)	اور جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ جانتے ہیں کہ یہ قرآن درحقیقت تیرے پروردگار کی طرف سے اترا ہوا ہے۔

قرآن نے اپنی صداقت پر منجملہ بہت سی شہادتوں کے ایک شہادت انبیاء سابقین کی کتابوں سے بھی پیش کی ہے، اور اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں بلکہ بالخصوص ان لوگوں کو مطمئن کرنا مقصود ہے جو انبیاء سابقین کی کتابوں کو مانتے ہیں مگر قرآن کی صداقت میں شک کرتے ہیں، اس لیے کہ کتب سابقہ کی گواہی انہی کے لیے معتبر ہو سکتی ہے۔ اس طلب شہادت میں کوئی بات ایسی نہیں جس سے یہ مطلب نکالا جا سکتا ہو کہ قرآن شک میں ڈالنے والی چیز ہے۔ بات کو اس کے صاف اور واضح مفہوم سے پھیر کر پیچیدہ مطالب نکالنے کی کوشش کرنا کسی طالب حق کا کام نہیں، ان طریقوں کو ایسے لوگوں کے لیے چھوڑ دیجیے جو نزاع و جدال کی الجھنوں میں اپنا وقت ضائع کرنا چاہتے ہوں۔

قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ سے پہلے ایک اور فقرہ ہے

جس کو آپ نے دانستہ یا نادانستہ چھوڑ دیا۔ پوری آیت یہ ہے۔

كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ إِلَّا مَا حَرَّمَ إِسْرَآءِيلُ عَلَىٰ نَفْسِهِۦ مِن قَبْلِ أَن تُنَزَّلَ ٱلتَّوْرَىٰةُ قُلْ فَأْتُوا بِٱلتَّوْرَىٰةِ فَٱتْلُوهَآ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ۔ (۳: ۱۰)

تمام کھانے بنی اسرائیل کے لیے حلال تھے بجز ان کے جنہیں اسرائیل نے توراۃ کے نزول سے پہلے اپنے لیے حرام کر لیا تھا۔ اے محمد کہو کہ توراۃ لے آؤ اور اس کو پڑھو اگر تم سچے ہو۔

اس آیت میں یہود کو یہ الزام دیا گیا ہے کہ تم توراۃ کے احکام کو چھپاتے ہو، اور یہ الزام ایک جگہ نہیں متعدد مقامات پر دیا گیا ہے۔ مثلاً سورہ مائدہ میں ہے۔

وَكَيْفَ يُحَكِّمُونَكَ وَعِندَهُمُ ٱلتَّوْرَىٰةُ فِيهَا حُكْمُ ٱللَّهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنۢ بَعْدِ ذَٰلِكَ وَمَآ أُو۟لَٰٓئِكَ بِٱلْمُؤْمِنِينَ ۔ (۵: ۷)

وہ تجھ کو اپنے معاملہ میں کیسے حکم بنائیں جب کہ خود ان کے پاس توراۃ موجود ہے جس میں اللہ کا حکم ہے اور پھر وہ اس سے روگردانی کرتے ہیں وہ دراصل توراۃ پر ایمان ہی نہیں رکھتے

قرآن میں یہودیوں کے دو جرم بتائے گئے ہیں۔ ایک جرم یہ ہے کہ وہ کتاب میں تحریف کرتے ہیں دوسرے یہ کہ تحریفات کے باوجود جو کچھ کتاب میں سچی خدائی تعلیم باقی ہے، اس کو بھی اپنی خواہشات نفس کے اتباع میں چھپاتے، اور اس کے خلاف عمل کرتے ہیں۔ یہاں اگر توراۃ سے استشہاد ہے تو وہ یہودیوں کے جرم کتمان پر ہے اس سے آپ کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

فضل فونٹن پن

سیریز ۲۶ء ـــ ۵ جو نیز ۱۱

نیا اسٹاک آچکا ہے۔ خوبصورت پائیدار قیمت واجبی علاوہ اس کے سامان اسٹیشنری
کاغذ وغیرہ خط وکتابت سے طلب فرمائیے۔

فدا علی محمد علی تاجر کاغذ وغیرہ پتھر گٹی حیدرآباد دکن